بسم اللہ الرحمن الرحیم

جہات

شہادت بابری مسجد

تاریخ عالم اس بات کی گواہ ہے کہ چہار دانگ عالم میں اسلام کو جو قبولیت عام کا شرف حاصل ہوا اس کی سب سے بڑی وجہ مسلمانوں کا غیر مسلم مذاہب سے مساویانہ حسن سلوک تھا۔ اسلامی حکومت کے قانون میں غیر مسلم رعایا کو اہل ذمہ کے معزز خطاب سے مخاطب کیا جاتا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی ہر قسم کی حفاظت کی ذمہ داری اسلامی حکومت پر ہے۔ تاریخ اسلامی میں ایسے واقعات بھی رونما ہوئے کہ اسلامی حکومت نے گرجے اور مندر تعمیر کروائے۔ اسلامی تعلیمات کا یہ خصوصی اثر ہے کہ پوری اسلامی تاریخ میں کوئی بھی مسلمان سربراہ کسی غیر مسلم معبد کو بلاوجہ منہدم کرنے میں ملوث نہیں رہا۔

یہ مفروضہ کہ رام جنم بھومی مندر کو گرا کر اسکی جگہ بابری مسجد تعمیر کی گئی تھی اور اس طرح مسلمانوں نے ھندو رعایا پر زیادتی کی تھی، تاریخی طور پر اب تک بین الاقوامی فورم پر ثابت نہیں کیا جاسکا۔ مسلمانوں کا بین الاقوامی قانون جو دور نبوی اور خلافت راشدہ سے لے کر اب تک اسلامی حکومتوں کا دستور العمل رہا ہے اس میں یہ بات درج ہے کہ کسی بھی غیر مسلم معبد کو منہدم کر کے اس کی جگہ پر مسجد تعمیر کرنا مطلقاً ممنوع ہے۔ اسلامی تاریخ میں اس قانون پر ہمیشہ بڑی سختی سے عمل ہوتا رہا ہے۔ فتوح البلدان میں بلاذری نے بڑی تفصیل سے شام کے مفتوحہ علاقوں کے گرجوں کی حفاظت کا تذکرہ کیا ہے۔ برصغیر میں مغل دور حکومت میں مندروں کی تعمیر کیلئے حکومت کی طرف سے امداد فراہم کی جاتی رہی ہے۔ اسے شومئ قسمت سمجھیے یا تقدیر کا مذاق کہ مسلمانوں کی اس رواداری کا جواب کبھی بھی انہیں رواداری سے نہیں ملا۔ اندلس میں مسلمانوں نے عیسائیوں کے ساتھ کیا بھلائی نہیں کی تھی۔ لیکن جونہی مسلمانوں میں تفرقہ پیدا ہوا اور سیاسی اعتبار سے کمزور ہوئے تو وہی عیسائی جنھوں نے اپنے ظالم بادشاہوں کے خلاف مسلمانوں سے مدد طلب کی تھی، انہوں نے مسلمانوں کو

تہہ تیغ کرنا شروع کردیا۔ برصغیر میں مسلمانوں نے ہندوؤں کے ساتھ جو رواداری قائم رکھی یہاں تک کہ اکبر نے اپنے دربار میں وزراء تک ہندو رکھے ہوئے تھے اور حرم سرا میں ہندو خواتین کو مسلم خواتین کے برابر مقام عطا کیا لیکن جونہی مسلمانوں کے داخلی انتشار کیوجہ سے مسلمان سیاسی اور فوجی اعتبار سے کمزور ہوئے ہندوؤں نے برس ہا برس کی دوستی اور رواداری بالائے طاق رکھتے ہوئے ایک عیسائی قوت جو ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام سے ہندوستان میں مسلمانوں کے خلاف کام کر رہی تھی، کا ساتھ دیا اور مسلمانوں پر وہ ظلم توڑے کہ چشم فلک نے اس سے پہلے نہ دیکھے ہونگے۔اس کے برعکس چند اکا دکا واقعات جنکا رد عمل کے طور پر ظہور پذیر ہونا ناگزیر ہوتا ہےکے سوا پوری تاریخ اسلامی میں کسی بھی انسان کو محض اسلئے پریشان نہیں کیا گیا کہ وہ مسلمان نہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ مسلمانوں نے اپنی اس تاریخ سے کوئی سبق کیوں نہیں لیا ایسا کوئی لائحہ عمل کیوں نہیں اختیار کیا گیا جو زوال قرطبہ کے محرکات کا جائزہ لینے کے بعد آئندہ کیلئے اس قسم کے ادبار کو روکنے کیلئے پیش بندی کرسکے۔ زوال ڈھاکہ کے بعد ایک کمیشن تشکیل دیا گیا جس کی ذمہ داری یہ ہونی چاہیے تھی کہ زوال ڈھاکہ کے اسباب کا تعین کرے لیکن اس کمیشن نے افراد کی تفتیش پر زیادہ زور صرف کیا اور اپنی ساری تحقیقات موجودہ پاکستان میں دستیاب وسائل کی بنیاد پر کی۔ فیلڈ ورک پر کوئی توجہ نہ دی گئی اور جو تحقیقات ہوئیں ان کو قوم سے چھپادیا گیا یہاں تک کہ ملک کے اعلی ترین اداروں سے منسلک افراد بھی اس کمیشن کی رپورٹ کو دیکھنے اور پڑھنے کے اہل نہیں سمجھے گئے۔ ایسا کیوں ہے؟

بابری مسجد ہندوؤں نے شہید کر ڈالی۔ عالم اسلام میں صدائے احتجاج بلند ہوئی بڑا شور وغل ہوا لیکن یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی گئی کہ وہ کیا عوامل ہیں جنہوں نے ہندوؤں کو اتنا جری بنا دیا کہ وہ کعبہ کی بیٹی کو گرادیں۔ کیا اس کا سبب یہ ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے ھاتھ میں اقتدار نہیں رہا؟ اگر یہ سبب ہوتا تو یہ مسجد ۱۸۵۷ء میں گر چکی ہوتی۔ کیا اس کا سبب یہ ہے کہ ہندوستان کی حکومت بہت مضبوط ہے اگر مضبوط حکومت وجہ انہدام ہوتی تو نہرو کے زمانے میں گرائی جاتی جبکہ ہندوستان کی حکومت داخلی طور پر بہت مضبوط تھی۔

معلوم یہ ہوتا ہے کہ بابری مسجد گرائے جانے کے محرکات صرف ہندوستان کے اندر موجود نہیں ہیں بلکہ اس کے اسباب اور محرکات خارج از ہندوستان اور پورے عالم اسلام اور عالم اسلام کے مشترکہ دشمن الکفر ملة واحدة کے اندر پھیلے ہوئے ہیں۔

یہ ایک مسلمہ امر ہے اور تاریخ عالم اس پر شاہد ہے کہ مسلمانوں کو جب بھی خفت اٹھانی پڑی ہے اور بین الاقوامی طور پر شکست سے دوچار ہونا پڑا ہے تو اس کا سبب ظاہری اسباب یعنی اسلحہ کی کمی یا افرادی تعداد کی کمی وغیرہ کبھی نہیں رہے بلکہ مسلمانوں کی اخلاقی پستی اور آپس کی نفرتیں اور تفرقہ بازی ہی ایک ایسا قوی سبب رہا ہے جو مسلمانوں کو بین الاقوامی طور پر شکست سے دوچار کرتا رہا ہے۔

آج تک ایسا کبھی بھی نہیں ہوا کہ مسلمان اسلام کے معیار اخلاق کے کم سے کم درجہ پر عمل پیرا ہوں اور ان میں اتحاد بھی ہو اور وہ شکست کھا جائیں۔

بابری مسجد کی شہادت ہو یا مسجد اقصیٰ کی آتش زدگی، کشمیر میں توڑا جانے والا ظلم ہو یا فلسطین، و بوسنیا میں بربریت کا ڈرامہ، یہ سبھی کچھ اس لئے ہو رہا ہے کہ مسلمان سیاسی علاقائی، معاشی، لسانی اور مذہبی تفرقہ بازی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اس تفرقہ بازی نے مسلمانوں کے اجتماع کو اندر سے کھوکھلا کر دیا ہے۔

بابری مسجد کی شہادت پر جو رد عمل ہوا اس کی زندگی ایک دو ہفتے سے زیادہ نہ تھی۔ ہندوستان کے خلاف کسی مسلمان ملک نے عملی طور پر کوئی قدم نہیں اٹھایا بلکہ پاکستان میں ہونے والے رد عمل کی سزا پاکستان کو اس طرح دی گئی کہ متحدہ عرب امارات سے پاکستانیوں کو واپس بھیجنے کا سلسلہ شروع کر دیا گیا اور تو اور سعودی عرب جیسے اسلامی ملک سے یہ خبریں آنے لگیں کہ وہ بھی پاکستانیوں کو واپس بھیجنے پر غور کر رہا ہے۔ یہ صرف اس لئے ہوا کہ پاکستان کو اس کی اسلام دوستی کی اس طرح سزا دی جائے اور اگر کل کلاں متحدہ عرب امارات یا سعودی عرب میں اس قسم کی کوئی بات خاکم بدھن کی جائے تو پاکستان سے صدائے احتجاج بلند نہ ہو۔ یہ سب کچھ وہ ایجنساں کرتی ہیں جو اسلام دشمنی میں بہت معروف ہیں اور یہ کام وہ اتنے خفیہ اور سائنٹیفک طریقہ سے کرواتی ہیں کہ خود کرنے والے کو اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔

بابری مسجد کی شہادت کوئی معمولی واقعہ نہیں۔ بلکہ اس کے پیچھے ایک تاریخ ہے اور اس کے مستقبل پر بہت گہرے اثرات مرتب ہونگے۔ اگر مسلمان ممالک نے کوئی ایسا لائحہ عمل مرتب نہ کیا جس کے ذریعے ہندوستان کو بابری مسجد اس کی اپنی اصلی حالت میں تعمیر کرنے پر مجبور کیا جاسکے تو نتیجۃً ہندوستان کی تمام مساجد اور ہر اس ملک کی مساجد جہاں مسلمان " اقلیت " میں ہیں غیر محفوظ ہو جائیں گی۔ اور ان میں عدم تحفظ کا احساس پیدا ہوجائے گا۔ اور یہ احساس عدم تحفظ میں بدل کر پوری دنیا کے امن وسکون کو غارت کردے گا۔

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام مسلمان ممالک اس واقعہ کا سختی سے نوٹس لیں اور ہندوستان کے ساتھ ہر قسم کے روابط ختم کردیں اور تجارتی مقاطعہ اس وقت تک جاری رکھیں جب تک کہ بابری مسجد دوبارہ تعمیر نہ ہوجائے۔

(حافظ غلام حسین)
قائم مقام ڈائریکٹر ریسرچ سیل